ظلم کو روکنے کے لئے معجزہ کیوں نہیں......؟

حجۃ الاسلام عبدالعظیم المہتدی البحرانی
ترجمہ: مولانا نثار احمد زین پوری صاحب

جو سوال اٹھایا جا رہا ہے وہ یہ ہے کہ ظلم کو روکنے کے لئے معجزہ کیوں نہیں ہوتا؟

جواب: اسلام وہ دین ہے جو عمل کرنے والوں کو اہمیت دیتا ہے۔ قرآن مجید میں ہمیں بہت ساری آیات ملتی ہیں جو کہ اعمال صالح کی دعوت دیتی ہیں۔ تقریباً ۱۲۶ آیات میں بلکہ اس سے بھی زیادہ، خدا کے اس قول اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ کا مفہوم ہے یا واضح طور پر اعمال صالح کا ذکر ہے۔

بہت سی آیات جہاد سے متعلق ہیں۔ جہاد، نیکیوں کے حصول کے لئے عملی طور پر پوری کوشش کرنے کا نام ہے۔ اس اعتبار سے جہاد، عمل صالح کی معراج ہے اور خدا کے نزدیک اس کی اہمیت ہے جیسا کہ وہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: فَضَّلَ اللّٰہُ الْمُجَاہِدِیْنَ عَلَی الْقَاعِدِیْنَ اَجْراً عَظِیْماً۔ خدا نے مجاہدین کو بیٹھے رہنے والوں کے مقابلہ میں اجر عظیم عطا کیا ہے۔ (نساء ۹۵)

نیز فرماتا ہے: اَجَعَلْتُمْ سِقَایَۃَ الْحَاجِّ وَعِمَارَۃَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَجَاہَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا یَسْتَوُوْنَ عِنْدَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ لَا یَہْدِی الْقَوْمَ الظَّالِمِیْنَ۔ کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد الحرام کی آبادی کو اس کے برابر سمجھ لیا ہے جو اللہ اور اس پر ایمان رکھتا ہے اور راہ خدا میں جہاد کرتا ہے، یہ دونوں خدا کے نزدیک ہرگز برابر نہیں ہو سکتے اور اللہ ظالم قوم کی ہدایت نہیں کرتا۔ (توبہ ۱۹)

کیا یہ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ جو لوگ بیت اللہ الحرام، خانۂ کعبہ کے حاجیوں کو پانی دیتے ہیں اور اس شدید گرمی میں انہیں مکہ میں سیراب کرتے ہیں، یا جس کے ہاتھ میں خانۂ کعبہ کی کلید اور حرمین شریفین کا انتظام ہے وہ اس شخص سے افضل ہے جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور راہ خدا میں جہاد کرتا ہے۔

ہرگز نہیں۔ اگر چہ حاجیوں کو پانی پلانا اور حرمین شریفین کا نظم و نسق برقرار رکھنا خود عمل صالح ہے۔

سنی و شیعہ مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب فضل بن شیبہ نے عباس پر فخر کیا اور کہا: میں گھر والا ہوں، میرے ہاتھ میں کعبہ کی کلید ہے اور میرے پاس اس کا پردہ ہے۔ عباس نے کہا: میں حاجیوں کو پانی پلاتا ہوں اور یہ منصب ہمارا ہے۔ علی ابن ابیطالبؑ نے دونوں کو مخاطب کر کے فرمایا: میں تم لوگوں کی بات نہیں سمجھ سکا، میں نے لوگوں سے چھ ماہ پہلے نماز پڑھی اور میں نے

جہاد کیا! تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(اسباب النزول، مؤلف امام واحدی)

پس اسلام اس لحاظ سے عمل صالح، راہ خدا میں جہاد اور دین اسلام کی بنیاد کو مستحکم کرنے کے لئے سخت ذمہ داریوں کو سنبھالنا، اس کے نظام، مقدسات اور اقدار سے دفاع کرنے کا نام دین ہے۔ کیونکہ اسلام، انسان کے خود اس کے نفس، اس کے پروردگار اور ان لوگوں سے روابط کی تنظیم کے لئے آیا ہے جو اس کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں۔

اور یہ کام اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب خدا کی ان حدود پر عمل کیا جائے جو کہ شریعت اسلام میں حلال وحرام کے عنوان سے بیان ہوئی ہیں۔ اسی لئے رسولؐ نے فرمایا ہے: ''دنیا عمل کی جگہ ہے حساب کی نہیں۔'' اس سے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ خداوند عالم اس حیات کو انسان کی آزادی کا میدان رکھنا چاہتا ہے اگر وہ عمل صالح انجام دیتا ہے تو اسے اجر ملے گا اور برے اعمال انجام دے گا تو اس پر اسے عذاب ہوگا۔ اس حیات میں وہ جو راستہ چاہے اختیار کرے۔ خدا نے اچھے برے راستہ کی نشانیاں ایک ساتھ بیان کر دی ہیں اور آخرت کو دنیا میں کئے گئے اعمال کا بدلہ دینے کے لے رکھا ہے۔ خداوند عالم کا ارشاد ہے:

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ۔ جو ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا اور جو ذرہ برابر بدی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا۔ (زلزال ۸۔۷)

دوسری آیت میں قرآن مجید نے بیان کیا ہے کہ انسان کے اعمال کے نتائج پہلے دنیا میں اور پھر آخرت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ ارشاد ہے:

وَاَنْ لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى۔ ثُمَّ يُجْزٰهُ الْجَزَاءَ الْاَوْفٰى۔ وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى۔ اور انسان کے لئے صرف اتنا ہے جتنی اس کی کوشش ہے اور عنقریب اس کی کوشش اسے دکھا دی جائے گی اور اس کے بعد اسے پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ بیشک آخری منزل تمہارے پروردگار کی بارگاہ ہے۔ (نجم ۳۹۔۴۲)

دنیا میں قانون عمل ہے اور یہی وہ اصل اساس ہے کہ جس پر ثواب و رفعت اور عقاب و ذلت کے نتائج مرتب ہوتے ہیں۔

یہاں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہنا، سستی برتنا اور بغیر کوشش کے امیدوں اور تمناؤں کی دنیا آباد کرنا، آرام و کشائش کے انتظار میں وقت ضائع کرنا، زندگی میں سنت خدا سے نکلنا اور دین حنیف کے قانون کی پابندی نہ کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔

حدیث میں وارد ہے کہ جب رسولؐ کسی شخص کو دیکھتے تو دریافت کرتے کیا یہ کوئی ہنر جانتا ہے؟ اگر جواب دیا جاتا کہ نہیں۔

تو آپؐ فرماتے یہ میری نظروں سے گر گیا۔

لہٰذا ہمیں اپنی خواہشات سے متاثر ہوئے بغیر اپنی عقلوں سے یہ سوال کرنا چاہئے کیا یہ صحیح ہے کہ ہم علمی، تربیتی تجارتی، صنعتی میدانوں میں کوشش کی جد و جہد ترک کر دیں اور اپنی آنکھیں آسمان پر لگا کر اس بات کا انتظار کرتے رہیں کہ ہمیں معجزہ کے ذریعہ گلوخلاصی اور رزق ملے۔ اسلام میں، اصل معجزوں کا انتظار اور غیبی مدد کے ذریعہ مصیبتوں کا ازالہ ہے۔

(جاری۔۔۔)